© rasailojaraid.com

"وفیات الاعیان"

آہ

حاجی شیخ رشید احمد صاحب مرحوم

از

(عتیق الرحمٰن عثمانی)

۱۹۵۲ء جس کو "عام الحزن" کہنا چاہئے اس کی ابتدا برادر مکرم مولانا یعقوب الرحمٰن عثمانی کی وفات کے سانحہ المناک سے ہوئی اور انتہا حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ قدس سرہٗ کے حادثۂ ارتحال پر اسی سال برادر عزیز مولانا سعید احمد کے والد ماجد قبلہ ڈاکٹر ابرار حسین صاحب، محب باصفا حافظ ضیاء الدین احمد صاحب مدیر ندائے حرم، قرول باغ کے غمگسار پڑوسی چودہری محمد بخش صاحب اور بچپن کے بے تکلف ساتھی قاری محمد طاہر صاحب ناظم دارالصنائع دارالعلوم دیوبند رخصت ہوئے یہاں تک کہ ۲ر دسمبر کی درمیانی شب میں مخدومی حاجی شیخ رشید احمد صاحب کی بھی رحلت کا حادثہ پیش آگیا۔

حاجی صاحب سے میرے اور میرے بزرگوں کے تعلقات نہایت ہی قدیم اور نہایت ہی مخلصانہ تھے، کم و بیش ۵۸ سال سے شرف نیاز حاصل تھا مسرت و غم کے ہر موقع پر ایک دوسرے کے شریک رہتے تھے۔

ابھی کل کی سی بات معلوم ہوتی ہے جب مارچ ۱۹۲۸ء میں بزرگان میرٹھ کا یہ قافلہ بڑے اہتمام و شوق سے میرے نکاح میں شریک ہونے کے لئے دیوبند آیا تھا، اسی کا یہ اثر ہوا کہ ۲۵ سال کے بعد جب گذشتہ ۲۸ ر ۲۹ ر نومبر کو برخوردار مجیب الرحمٰن کی تقریب شادی ہوئی تو اس وقت جو بزرگ خاص طور پر یاد آئے اور جن کے شریک نہ ہونے کا قلب پر خاص اثر ہوا اُن میں ایک حاجی صاحب مرحوم مغفور بھی تھے انسان کی بے خبری و بے بسی کا بھی کیا عالم ہے اور اس دنیا کی عجوبہ کاریوں کا بھی کیا ٹھکانا ہے ادھر ہم دیوبند میں تقریب کے انتظامات میں لگے ہوئے تھے اور حاجی صاحب مرحوم ملاء اعلیٰ کے لئے رخت سفر باندھ رہے تھے۔

"فیا للأسف"

مرحوم شروع میں الٰہی بخش اینڈ کمپنی میرٹھ میں ایک ملازم کی حیثیت سے آئے تھے پھر اپنی غیر معمولی قابلیت، محنت اور دیانت شعاری کی بدولت جلد ہی کمپنی کے شریک منفعت ہو گئے اور پھر چند سال کے بعد ایک باوفا اور باوقار شریک کی حیثیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے الٰہی بخش اینڈ کو دہلی کے کاروبار کے نگرانِ اعلیٰ مقرر ہوئے، آپ کی بہترین نگرانی میں حافظ فصیح الدین صاحب مرحوم کی اس تاریخی فرم نے جلد جلد ترقی کی منزلیں طے کیں اور اس کا شمار دہلی کی چوٹی کی فرموں میں ہونے لگا۔

حاجی صاحب کو قدرت نے جن گوناگوں صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازا تھا قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کاروبار کی مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ قومی اور ملی کاموں میں بھی زبردست حصہ لینے لگے اور چند ہی سال میں دہلی کی شہری زندگی کے مختلف گوشوں پر چھا گئے شہر کے سب سے بڑے سماجی ادارے میونسپل بورڈ میں ان کی خدمات نہایت نمایاں رہتی تھیں اور اس کے طریقِ کار میں ان کی رائے کا بڑا دخل ہوتا تھا چونکہ اول درجہ کے راسخ العقیدہ اور پابند اوقات مسلمان تھے دنیوی خدمتوں کے ساتھ علم دین کی خدمت بھی بڑے شوق اور ولولے سے کرتے تھے، سالہا سال حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ کے ساتھ مدرسۂ عالیہ فتح پوری کے مہتمم رہے اور مدرسہ کے تمام شعبے بڑی قابلیت سے چلاتے، دہلی پنجابی مسلم ہائی اسکول اور فتح پوری مسلم ہائی اسکول کے برسوں سربراہ کار رہے، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست خصوصی اور دار العلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کے سرگرم اور بیدار دماغ رکن تھے۔

بڑے صاحب خیر تھے اور ہر اچھے کام میں کھلے دل سے حصہ لیتے تھے، وضع داری کے پیکر، ذی مروت، با اخلاق، کشادہ دماغ و کشادہ جبین، رونقِ محفل اور بہارِ چمن،

"ندوۃ المصنفین" سے خاص علاقہ رکھتے تھے اور اس کی خدمات کی سنجیدگی اور اہمیت کا قولی ہی نہیں عملی اعتراف کیا کرتے تھے، ۱۹۴۷ء میں دہلی کی بہار لٹی تو یہ سروِ گلستان بھی جا کر ہانگ کانگ کی رونق بنا اور اسی شان اور آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی، یہاں کی طرح وہاں بھی تمام دینی اور دنیوی مشاغل میں منہمک رہے، وہی سرکاری مناصب، وہی مدارسِ دینیہ کی دیکھ بھال، وہی اعمالِ صالحہ کی جستجو، وہی شوقِ حج و زیارت اور وہی کاروباری شغف، آخری ملاقات ۱۹۵۱ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی اور آخری مکتوب "جامع المجددین" پر تنقید کے سلسلہ میں آیا تھا جس کی سطر سطر محبت و اخلاص کے پھولوں میں بسی ہوئی تھی

رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

خاتمہ بھی ایسا ہوا کہ ہر مسلمان کو اس کی دعا کرنی چاہیے اس سلسلہ میں مرحوم کے منجھلے صاحبزادے اور میرے مخلص دوست برادرم حاجی شیخ حسین احمد صاحب کے ایک طویل خط کی آخری سطریں سنئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لائق ہیں۔

"یکم دسمبر کی صبح فرمانے لگے کہ" اب تو آپریشن بھی ہو گیا مواد بھی خارج ہو گیا۔ ڈاکٹر جو کچھ کر سکتے تھے کر لیا بخار پھر بھی ہونے لگا تم لوگ مجھ کو میری حالت پر چھوڑ دو جو حق تعالیٰ کو منظور ہو گا وہی ہو گا۔ اسی دن ڈاکٹر سمیع الدین صاحب کو جو بہت متقی، پرہیزگار اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں خاص طور پر بلایا اور فرمایا "کہ سب ڈاکٹروں نے کوششیں کر لی ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ علاج کی ذمہ داری لیں اور جو کچھ بھی ہو آپ کے ہاتھوں ہو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو آپ ہی کے ہاتھوں شفا ہو گی کیونکہ آپ ماشاء اللہ متقی اور محتاط مسلمان ہیں"۔ ۴ر دسمبر (۱۲-۱۳ ربیع الاول) کی درمیانی شب میں حسب معمول صبح ۴ بجے اٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر تیمم کیا۔ اسی وقت وہی ڈاکٹر صاحب انجکشن لگانے آئے تو فرمایا ڈاکٹر صاحب پانچ منٹ ٹھہریئے۔ میں نوافل سے فارغ ہو جاؤں تو انجکشن لگا دیں، تہجد کے نوافل کے لئے نیت کی اور اسی حالت میں حرکت قلب بند ہو گئی۔ میں ان کے پاس ہی موجود تھا ڈاکٹر صاحب کو آواز دی وہ فوراً نبض کا پتہ نہ ملا۔ قلب کو دیکھا وہاں بھی کچھ نہ پایا۔ ایک ہچکی آئی اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ کی آواز بھی " انا للہ وانا الیہ راجعون "۔ آناً فاناً سب کچھ ہو گیا ایک منٹ پہلے بھی وہم و گمان نہ تھا کہ اتنی جلدی ہم سے جدا ہو رہے ہیں انھیں ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں جان دی اور ان کی خواہش پوری ہوئی کہ "جو کچھ بھی ہو آپ ہی کے ہاتھوں ہو"۔ ڈاکٹر صاحب بھی حیران رہ گئے کہ اتنی آسانی سے جان نکلتی ہوئی میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔ اللہ پاک حضرت قبلہ کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازیں حضرت مرحوم "برہان" بڑی پابندی سے پڑھا کرتے تھے اور جب رسالہ کے آنے میں دیر لگ جاتی تھی تو دریافت فرمایا کرتے تھے کہ اب تک رسالہ کیوں نہیں آیا۔ "برہان" کی مطبوعات بھی برابر زیر مطالعہ رہتی تھیں۔

"برہان" کا فون نمبر بدل گیا ہے نیا نمبر یہ ہے ۲۳۸۱۵

© rasailojaraid.com